وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

یعنی حضرت سچ کو لائے اور امت نے سچ کو سچ مانا یہی متقی ہیں خدا کے نور میں غرق ہیں انکا ملک ہے جو چاہیں خدا کے پاس یہی جزا ہے حاضران و غائب کی سلطانوں مبارک ہو کہ شعب الایمان جنکی تعریف حدیث صحیح میں وارد ہے حسب تحقیق علمائے حنفیہ کی کتب احادیث سے انتخاب کر کے مرقوم فرمایا ہے

اور تفتیش فرمایا عالم غیب عالم شہادت کے

جوہر ایمانی
سر قرآنی

جیسا تفاسیر معتبرہ میں بشرح و بسط بیان ہوا ہے جس سے ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ دخول جنت کے واسطے کافی ہے۔ حرز جان ہے نور ایمان ہے۔ رضائے رحمان ہے کاید غفران ہے امان دو جہان ہے

از انفاس مولوی عبد القادر المشہیر غلام قادر قریشی
بھیروی مقیم مسجد بیگم شاہی لاہور

یہ رسالہ مسجد بیگم شاہی مستی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی والصلوٰۃ علی
حبیبہ سیدنا محمد المصطفیٰ وآلہ وصحبہ کل منہم مرتضیٰ
ومجتبیٰ۔ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الایمان
بضع وسبعون شعبۃ یعنی ایمان کے چند اور ستر روشن شاخیں
ہیں اعلاہا لا الٰہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی عن
طریق المسلمین۔ والحیاء شعبۃ من الایمان یعنی بڑا اونچا
شعبہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور بہت تر مسلمانوں کے رستہ سے
موذی کو ہٹانا ہے۔ اور حیا رضا و خالقت سے ایک شعبہ ایمان
کا ہے۔ اس حدیث شریف کے معنوں میں علمائے کرام نے بقدر
علم واطلاع بر احادیث نبوی تفصیل فرمائی اکثر محدثین اور شارحین
حدیث نے فرمایا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت شعبوں
کی ہے نہ حصر در عدد مذکور۔ اور محققین صوفیہ سے شیخ بدرالدین عینی
نے بعد بیان لطائف اس حدیث کے لفظ بضع کی تحقیق فرمائی کہ
مراد اس سے سات ہیں یعنی مجموعہ شعبہ ایمان سترہ ہیں اور شیخ
فرد المحققین محی الدین بن عربی قدس سرہ نے فرمایا کہ بضع کا
لفظ دو سے نو تک بولا جاتا ہے۔ تو مراد غایت عدد کا ہے یعنی
۷۹ شعبے ہیں بحسب تعداد حروف مقطعات در اوائل سور
قرآنیہ ۷۸ ہیں ایک شعبہ کلمۂ مومن کے دل میں ہے اور باقی ۷۸
شعبے فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جو مومن کی محافظت کرتے ہیں۔
ان ملائکہ کے نام مثل حروف مقطعات ہیں۔ الم المص الرا

الر الر الر المر المر کھیعص طہ طسم طس طسم
الم یٰس ص حم حم عسق حم قٓ نٓ یہ جملہ حروف ۷۸ ہیں
الف (۱۳) ل (۱۳) م (۱۷) ص (۳) ر (۶) کٓ (۱) ی (۲)
ع (۲) ط (۴) ھ (۲) س (۵) ق (۲) ن (۱) ح (۷)

مگر فرشتے جدا جدا ہیں۔ ایک نام مختص ہے۔ جیسا ن اور کئی نام مشترک چند ملائکہ میں ہیں جیسے ل۔ م۔ ر۔ س۔ ص۔ غرض یہ ملائکہ میں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک شعبہ ایمان کا ہے جیسے مشعل نور کی جب مومن پڑھتا ہے۔ الٓمٓ تو میں فرشتے جنکے یہ نام ہیں لبیک کہکر کہتے ہیں کیا حکم ہے ہم بجا لاویں اگر مومن کوئی حکم کرتا ہے تو بجا لاتے ہیں۔ اگر قرآن شریف میں مشغول رہتا ہے تو وہ دعا کرتے ہیں شیخ نے فرمایا کہ کشف سے ان سب فرشتوں کو میں دیکھتا ہوں۔ کسی مومن کے ساتھ ایک کسی کے ساتھ دو اور بعض مومن کامل کے ساتھ سب ۷۸ فرشتے ہوتے ہیں اسیواسطے عالموں نے لکھا ہے کہ ۷۸ حروف مقطعات لکھکر جس چیز پر چسپان کردیں وہ ہر بلا سے محفوظ رہتی ہے۔ کشتی و جہاز غرق سے مکان و صندوق حرق اور سرق سے عالموں کو خواص حروف کے معلوم ہوئے۔ فرشتوں سے ناواقف ہیں۔ اور جنکو فرشتوں کا کشف ہے۔ وہ تمام قرآن شریف کے حروف سے واقف ہیں اور ہر ایک حرف کا ایک فرشتہ خادم دیکھتے ہیں۔ جتنے حروف قرآن شریف کے ہیں ہر ایک حرف کا ایک خادم ہے۔ کوئی آیت پڑھکر دعا مانگیں یا دم کریں تو وہ ملائکہ تاثیر و کام کرتے ہیں یہ ذکر طویل ہے اسکے واسطے رسالہ جدا لکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ اب فقط و شعب ایمان کے لکھنے ضروری ہیں جو بدرالدین عینی نے کتب احادیث سے انتخاب کر کے لکھے وہ یہ ہیں عوام اہل اسلام جب انکے

عامل ہوگئے تو آئندہ تحقیق شیخ کی الٰہی جاویگی - انہیں نجات اخروی و سعادت دنیوی محصور ہے -

کتاب شرح عینی جلد اول صفحہ ۱۵۱ - بدالدین عینی نے کہا کہ بہت لوگوں نے شعب الایمان لکھے ہیں میں سب کا خلاصہ یہ کہتا ہوں کہ شعب الایمان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے لیکن ایمان کامل اور تصدیق قلبی - اقرار لسانی عمل ارکان ہیں جو تین قسم ہیں قسم اول تصدیق قلبی کے تیئس شعبے ہیں جن شعبوں سے کتب عقائد شعبوں ہیں - (۱) اول ایمان بذات وصفات توحید باری تعالےٰ: یا کہ لیس کمثلہ شیٔ (۲) حدوث عالم ماسوا اللہ تعالےٰ (۳) ملائکہ پر ایمان لانا - (۴) اَلْاِیْمَانُ بِالْکُتُبِ الْمُنَزَّلَۃِ - (۵) اَلْاِیْمَانُ بِالرُّسُلِ (۶) اَلْاِیْمَانُ بِتَقْدِیْرِ قدر خیر و شر (۷) ایمان بروز قیامت جیسے سوال منکر و نکیر و عذاب قبر بعث و نشر حساب وزن اعمال و عبور صراط و جمیع مواقف میدان حشر داخل ہیں (۸) وعدہ جنت برائے مومنین و خلود مومنین در جنت (۹) و اعتقاد بدخول کفار در جہنم - و خلود کفار فی النار (۱۰) و حب محبوبان خدا جس میں صحابہ کرام و اہل بیت - اولیائے عظام و سائر صالحین و ابرار - اور عترت رسول اللہ و آل حضرت داخل ہیں (۱۲) جس شخص کی محبت ہو اوس کا اتباع محبت کی صورت ہے - (۱۳) اخلاص یعنے ریا نفاق کا ترک کرنا - (۱۴) توبہ کرنا اور ندامت از گناہ (۱۵) خوف عذاب (۱۶) رجا بر اعمال صالح (۱۷) نا امیدی کا ترک کرنا - (۱۸) شکر بر نعمت خدا (۱۹) وفائے عہد (۲۰) صبر بر تکالیف (۲۱) تواضع یعنے تعظیم بزرگان دین (۲۲) رحمت و شفقت بر ضعفا و مساکین و ایتام و صغیر دلان (۲۳) رضا بقضا رالٰہی (۲۴) توکل یعنے اعتماد در جمیع امور بر تقدیر اللہ - (۲۵) ترک عجب یعنی خود پسندی و ترک تکبر یعنے اپنی خود نمائی اور پاک

واسمیٰ کا اظہار اور گھمنڈ نہ کرنے (۲۶) ترک حسد یعنی اندرونی کپٹ اور بغض یعنی کینہ و سوختت دلی مسلمانوں کی نسبت نہ کرنا (۲۷) ترک غضب (۲۸) کھوٹا پن یعنی بدخلقی اور فریب کو ترک کرنا۔ (۲۹) ترک دنیا و مال و منال (۳۰) ترک جاہ و جلال۔

قسم ثانی - یعنی اقرار باللسان کے سات شعبے ہیں۔ (۱) کلمہ توحید کا زبان سے کہنا (۲) تلاوت قرآن مجید فرقان حمید (۳) علم فقہ شریف کا پڑھنا۔ (۴) دعائے حاجات و دعائے خیر و دفع شر (۵) ذکر الٰہی جس میں سب اقسام ذکر کے داخل ہیں (۶) استغفار از معاصی (۷) لغویات اور فضول اور بیہودہ گوئی سے اجتناب و پرہیز کرنا

قسم ثالث یعنی عمل بالارکان کے شعبے چالیس ہیں اور یہ تین قسم کے ہیں۔ اول مختص بذات الاشخاص جو تعداد میں سولہ ہیں (۱) طہارت ثوب و مکان و بدن جس میں وضو و غسل بدن از نجاست حقیقی و حکمی داخل ہے۔ (۲) اقامت صلوٰۃ یعنی فرائض و نوافل و قضا اور نماز کے فرائض و واجبات و سنتیں و مستحبات داخل ہیں (۳) صدقہ جس میں زکوٰۃ کفارات و صدقہ فطر۔ و نفقات ذی رحم۔ و ضیافت مہمانان و ولائم و عرس پیر و اولیا سب داخل ہیں۔ (۴) روزہ کے سب اقسام یعنی روزہ ہائے رمضان و کفارات و ایام بیض و ستہ شوال سب داخل ہیں (۵) حج و عمرہ مع جمیع ارکان و واجبات و سنتیں۔ (۶) اعتکاف در ماہ رمضان جس میں لیلۃ القدر کی طلب و جستجو بھی داخل ہے (۷) اپنا دین لیکر کفار سے دور ہو جانا جس میں ہجرت از دار الکفر و دار الحرب بسوئے دار الاسلام داخل ہے۔ (۸) نذر یعنی مباح کو اپنے ذمہ واجب کر لینا اسے وفائے نذر یا ایجاب ساتھ اللہ کے ہو یا ساتھ عباد اللہ کے۔ مثلاً خدا تعالےٰ کے ساتھ عہد کیا کہ اگر

میرا یہ کام ہو جائے گا تو میں صوم - یا صلوٰۃ یا صدقہ تیرے نام ادا کرونگا
یا کسی بندہ کے ساتھ ہو - اسطرح پر کہ اگر تو یہ کام کرے تو میں اسقدر
تجھکو دونگا - یا تیرے ساتھ کوئی اور سلوک کر دونگا غرض منت ایجاب
مباح کا نام ہے - مال وغیرہ - (۹) تقویٰ فی الایمان یعنی ایمان
کا احتیاط کرنا کہ اسمیں کوئی شائبہ نقصان کا نہ ہو جاوے (۱۰) اداء
کفارہ یعنی عتق عبد یا لباس یا خوراک دس آدمیوں کا یا تین دن
روزہ کفارہ قسم میں اور ساٹھ آدمیوں کو دو وقتہ خوراک یا ساٹھ روزہ کفارہ صوم و ظہار
میں (۱۱) ستر عورت مرد کو ناف سے تا زیر زانوں - اور عورت کو سارا
بدن سوائے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے اور پاؤں کے داخل نماز
ہو یا خارج از نماز فرض ہے (۱۲) قربانی یعنی بطیب نفس زبان سے
نذر کرے اُس کا ادا کرنا - (۱۳) میت مومنین کی تجہیز و تکفین کا
انتظام کرنا - (۱۴) قرضہ ادا کرنا (۱۵) معاملات یعنے بیع و شراء
و کفالہ و حوالہ و ہبہ وغیرہ و تجیح - معاملات میں صفائی حسب شرع قائم
رکھنا سود و مال دسود ہے اجتناب کرنا - (۱۶) شہادت ادا
کرنی بوجہ کامل اور اس کے اخفا سے پرہیز کرنا -

دوسری قسم عمل بالارکان کا مختص بمتعلقین ہے - اور یہ چھ
شعبے ہیں (۱) نکاح کرکے حرام سے بچنا (۲) عیال کے حقوق نان و
نفقہ ادا کرنا جس میں نوکروں سے نرمی کے ساتھ سلوک کرنا داخل
ہے (۳) والدین اور باقی اہل حقوق کے ساتھ وفاداری اور
سلوک کرنا اور انکی نافرمانی سے بچتے رہنا (۴) تربیت و تعلیم
و تادیب اولاد کی (۵) صلہ رحمی کو قائم رکھنا یعنے رشتہ داروں
سے میل جول و ملاقات کرنی - اور رشتہ قائم رکھنا - (۶) طاعت
الموالی یعنی غلام کو اپنے آقا کی شاگرد کو استاد کی اور مرید کو اپنے

مرشد کی اطاعت کرنا۔

تیسری قسم عمل بالارکان کا عام مومنین کے ساتھ متعلق ہے اور اسکے ۱۵ شعبے ہیں۔ (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مسلمین کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اول صحابہ کرام کی پھر تابعین اور مجتہدین کی ہے پابندی تابعین اور صالحین امت کی ہے، بعدہ جماعت اہل مکہ و مدینہ یعنی حرمین شریفین کی ہے کہ انکا تقوی و صلاح مسلم فی الدین ہے انکا مخالف دور از رحمت خدا ہے (۳) اولی الامر یعنی سلاطین امر معروف کرنیوالوں کی تابعداری کرنی۔ (۴) باہم مسلمانوں کا اتفاق کرانا نرمی سے ہو یا گرمی سے ہو جیسے کہ قتال خوارج و باغیان یعنی مخالفین عقائد جس میں مخالف عقیدہ اہل سنت والجماعت داخل ہے۔ جیسا کہ شامی نے کتاب البغاۃ میں مخالف اہل سنت والجماعت کو خوارج و باغی لکھا ہے (۵) وفاداری پر مدد و اعانت کرنی (۶) امر معروف نہی عن المنکر یعنی نیکی کا امر کرنا اور بدی سے ہٹانا (۷) اقامۃ الحدود یعنی بادشاہ کو مرتکب کبائر پر حدود اللہ جاری کرنے یعنی قصاص قاتل سے لینا۔ زانی اور شرابی پر حد لگانی۔ اور قطع ید سارق کا کرنا۔ اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان جرائم کے حسب رائے حاکم جاری کرنا (۸) جہاد فی سبیل اللہ کرنی تاکہ چھوڑی سد ثغور یعنی دار الحرب کے راہ گذروں پر چھاؤنیاں ڈالنیاں۔ (۹) امانت کا ادا کرنا یعنی خمس یعنی پانچواں حصہ جو اللہ اور رسول کا حق ہے۔ مال غنیمت سے ادا کرنا (۱۰) کسی مسلمان کو قرض حسنہ دینا۔ اگر لیا ہوا ہو تو پورا ادا کر دینا۔ (۱۱) ہمسایہ کی عزت و خدمت کرنا (۱۲) مال کا جمع کرنا بطریق وجہ حلال۔ (۱۳) انفاق مال بوجہ حلال و بلا اسراف بقدر حاجت و بلا زیادتی و نقصان (۱۴) مومنین کے سلام کا جواب

دینا یا ستفسار ان حالات کے جہاں سلام دینا مکروہ ہے۔ مثلاً بوقت قراۃ قران شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت برہنگی۔ یا بحالت نا مشروع وقت اشتغال بعصیان۔ (تشریح) یہ رد سلام مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے۔ اور جو شخص عندالحاکم برائے ادائے شہادت یا در مسجد برائے نماز آوے اور سلام کہے اور اہل محکمہ یا اہل مسجد کو سلام کہے۔ تو اس سلام کا جواب واجب نہیں ہے۔ (۵) تَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ یعنے چھینک کا جواب دینا جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑہے تو سامع یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہے (۶) کسی کو ضرر نہ پہنچانا۔ (۷) بیہودہ بات ولہو ولعب سے پرہیز کرنا۔ (۸) مسلمانوں کے رستہ سے موذی دور کرنا۔ وَالسَّلَامُ وَخَیْرُ الْاِخْتِتَامِ ۔ عینی شرح بخاری جلد ثانی ص ۳۳۳

بذیل حدیث فَاِنِّیْ اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی فِیْ جِہَتِہٖ قِبْلَتِیْ یعنے میں پیچھے والے کو ایسا دیکھتا ہوں جیسا سامنے میں وَفِیْہِ دَلَالَۃٌ لِلْاَشَاعِرَۃِ حَیْثُ لَا یَشْتَرِطُوْنَ فِی الرُّؤْیَۃِ مُوَاجَہَۃً وَلَا مُقَابَلَۃً وَجَوَّزُوْا اِبْصَارَ اَعْمَی الصِّیْنِ بَقَّۃَ اَنْدَلُسَ ثُلُثُ یعنی الحق عند اَہْلِ السُّنَّۃِ اَنَّ الرُّؤْیَۃَ لَا یُشْتَرَطُ لَہَا عَقْلًا عُضْوٌ وَلَا مُقَابَلَۃٌ وَلَا قُرْبٌ فَلِذٰلِكَ حَکَمُوْا بِجَوَازِ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الدَّارِ الْاٰخِرَۃِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ فِی الرُّؤْیَۃِ مُطْلَقًا وَلِلْمُشَبِّہَۃِ وَالْکَرَّامِیَّۃِ فِیْ خُلُوِّہَا عَنِ الْمُوَاجَہَۃِ وَالْمَکَانِ فَاِنَّہُمْ اِنَّمَا جَوَّزُوْا رُؤْیَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی لِاِعْتِقَادِہِمْ کَوْنَہٗ تَعَالٰی فِی الْجِہَۃِ وَالْمَکَانِ وَاَہْلُ السُّنَّۃِ اَثْبَتُوْا رُؤْیَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالنَّقْلِ وَالْعَقْلِ کَمَا ذُکِرَ فِیْ مَوْضِعِہٖ وَثَبَتُوْا بِالْبُرْہَانِ عَلٰی اَنَّ تِلْكَ الرُّؤْیَۃَ مُبَرَّأَۃٌ عَنِ الْاِنْطِبَاعِ وَالْمُوَاجَہَۃِ وَاتِّصَالِ الشُّعَاعِ الْمَرْئِیِّ۔ یعنے اس حدیث میں دلیل سنت اشاعرہ کی ہے کہ رویت میں مواجہت اور مقابلہ ضرور نہیں اور جایز رکہتے ہیں کہ چین میں اندھا ملک افریقہ کے مچھر کو دیکھے کہتا ہوں کہ حق نزدیک اہل سنت جماعت کے کہ رویت میں عقلاً شرط نہیں کہ آنکھ سے دیکھے یا مقابلہ ہو یا قرب ہو ۱۳

مرشد کی اطاعت کرنا۔

تیسرا قسم عمل بالارکان کا عام مومنین کے ساتھ متعلق ہے
اور اسکے ۱۸ شعبے ہیں۔ (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مسلمین
کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اول صحابہ کرام کی پھر تابعین اور
مجتہدین کی ہے پابندی تابعین اور صالحین امت کی ہے۔ بعدہ
جماعت اہل مکہ و مدینہ یعنی حرمین شریفین کی ہے کہ انکا تقویٰ وصلاح
مُسلّم فی الدین ہے انکا مخالف دور از رحمت خدا ہے (۳) اولے الامر
یعنی سلاطین امر معروف کرنیوالوں کی تابعداری کرنی۔ (۴) باہم
مسلمانوں کا اتفاق کرانا نرمی سے ہو یا گرمی سے ہو جیسے قتال
خوارج و باغیان یعنی مخالفین عقائد جس میں مخالف عقیدہ اہل سنت
والجماعت داخل ہے۔ جیسا کہ شامی نے کتاب بغاۃ میں مخالف اہل
سُنت والجماعت کو خوارج و باغی لکھا ہے (۵) وفاداری پر مدد
و اعانت کرنی (۶) امر معروف نہی عن المنکر یعنی نیکی کا امر کرنا اور
بدی سے ہٹانا (۷) اقامۃ الحدود یعنی بادشاہ کو مرتکب کبائر
پر حدود اللہ جاری کرنے یعنی قصاص قاتل سے لینا۔ زانی اور شرابی
پر حد لگانی۔ اور قطع ید سارق کا کرنا۔ اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان
جرائم کے حسب رائے حاکم جاری کرنا (۸) جہاد فی سبیل اللہ کرنی تا کہ
بندی سد ثغور یعنی دار الحرب کے راہ گذروں پر چھاؤنیاں ڈالنیاں۔
(۹) امانات کا ادا کرنا یعنی حق خمس یعنی پانچواں حصہ جو اللہ اور رسول
کا حق ہے۔ مال غنیمت سے ادا کرنا (۱۰) کسی مسلمان کو قرض حسنہ دینا۔
اگر لیا ہو تو پورا ادا کر دینا۔ (۱۱) ہمسایہ کی عزت و خدمت کرنا (۱۲)
مال کا جمع کرنا بطریق وجہ حلال۔ (۱۳) انفاق مالی بوجہ حلال دبلا اسراف
بقدر حاجت و بلا زیادتی و نقصان (۱۴) مومنین کے سلام کا جواب

دینا۔ باستثنا ان حالات کے جہاں سلام دینا مکروہ ہے۔ مثلاً بوقت
قراۃ قرآن شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت
برہنگی۔ یا بحالت نا شروع وقت اشتغال بعصیان۔ (تشریح)
یہ رد سلام مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے۔ اور جو شخص
عند الحاکم برائے ادائے شہادت یا در مسجد برائے نماز آوے
اور سلام کہے اور اہل محکمہ یا اہل مسجد کو سلام کہے۔ تو اس سلام
کا جواب واجب نہیں ہے۔ (۱۵) تَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ یعنے چھینک
کا جواب دینا جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے تو سامع
یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے (۱۶) کسی کو ضرر نہ پہنچانا۔ (۱۷) بیہودہ بات
ولہو ولعب سے پرہیز کرنا۔ (۱۸) مسلمانوں کے رستہ سے موذی
دور کرنا۔ وَالسَّلَامُ وَخَیْرُ الْاِخْتِتَامِ ۔ عینی شرح بخاری جلد ثانی صفحہ ۳۳۲
بذیل حدیث فَاِنِّیْ اَرٰی مَنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی فِیْ جِہَۃِ قِبْلَتِیْ یعنے تحقیق میں پیچھے والے کو ایسا
دیکھتا ہوں جیسا سامنے میں وَفِیْہِ دَلَالَۃٌ لِلْاَشَاعِرَۃِ حَیْثُ لَا یَشْتَرِطُوْنَ فِی الرُّؤْیَۃِ
مُوَاجَہَۃً وَلَا مُقَابَلَۃً وَجَوَّزُوْا اِبْصَارًا اَعْمَی الصِّیْنِ بَقَّۃَ اَنْدَلُسَ قُلْتُ ھُوَ الْحَقُّ عِنْدَ
اَھْلِ السُّنَّۃِ اَنَّ الرُّؤْیَۃَ لَا یُشْتَرَطُ لَھَا عَقْلًا عُضْوٌ وَلَا مُقَابَلَۃٌ وَلَا قُرْبٌ فَلِذٰلِکَ
حَکَمُوْا بِجَوَازِ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الدَّارِ الْاٰخِرَۃِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ فِی الرُّؤْیَۃِ مُطْلَقًا
وَلِلْمُشَبِّہَۃِ وَالْکَرَّامِیَّۃِ فِیْ خُلُوِّھَا عَنِ الْمُوَاجَہَۃِ وَالْمَکَانِ فَاِنَّھُمْ اِنَّمَا جَوَّزُوْا رُؤْیَۃَ
اللّٰہِ تَعَالٰی لِاِعْتِقَادِھِمْ کَوْنَہٗ تَعَالٰی فِی الْجِہَۃِ وَالْمَکَانِ وَاَھْلُ السُّنَّۃِ اَثْبَتُوْا رُؤْیَۃَ اللّٰہِ
تَعَالٰی بِالنَّقْلِ وَالْعَقْلِ کَمَا ذُکِرَ فِیْ مَوْضِعِہٖ وَبَیَّنُوْا بِالْبُرْھَانِ عَلٰی اَنَّ تِلْکَ الرُّؤْیَۃَ
مُنَزَّھَۃٌ عَنِ الْاِنْطِبَاعِ وَالْمُوَاجَہَۃِ وَاتِّصَالِ الشُّعَاعِ بِالْمَرْئِیِّ یعنے اس حدیث میں اہل
سنت اشاعرہ کی سند ہے کہ رویت میں مواجہت اور مقابلہ ضرور نہیں اور جائز رکھتے
ہیں کہ چین میں اندھا ملک اندلس کے مچھر کو دیکھے کہتا ہوں میں یہی حق ہے نزدیک اہل سنت
جماعت کے کہ رویت میں عقلاً شرط نہیں کہ آنکھ سے دیکھے یا مقابلہ ہو یا قرب ہو۔

رسالہ علم الغیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ **اما بعد** پس مسئلہ علم الغیب کا اہم مسائل اعتقادی سے ہے اب سوال ہے کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت سلطان شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ پر جنا اور انکا سنا صحیح ہے یا نہیں اس مسئلہ کو مدلل بدلیل آیت وحدیث بیان کرو وباللہ التوفیق **الجواب** یہ مسئلہ مزلت الاقدام علمائے کرام ہے اور شاید سب کو دھوکا ہوا بڑے بڑے رسالے لکھے لیکن مفید مطلب ہوئے لفظ غیب سے معنے مراد کو نہ پہنچے اور وظیفہ معمولہ بین فقرائے صوفیہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا بوضاحت نہ بیان ہوا غائب کے پکارنے کو علم غیب لکھتے رہے اور فریق مخالف خاموش ہو رہی کہتا رہا کہ اگر علم غیب ہوتا ہے تو بالہام ربانی ہوتا ہے ہر وقت نہیں ہوتا۔ قائل اور مجیب اصل مطلب سے بے نصیب رہے اور مطلب آیت کریمہ عالم الغیب والشہادۃ کا عموم علم باریتعالیٰ کا ساتھ ظاہر اور باطن کے اور آیۃ کریمہ لا یعلم الغیب الا اللہ یعنے غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اس سے خصوص علم غیب کا بذات اللہ ہے پس جو کچھ عالم شہادت میں واقع ہوا اسکا علم خاصہ خدا نہیں دوسرے اور آدمی اور جنات وحیوانات بھی شریک ہیں یہ بات کہ دور او نزدیک سے یکساں جاننا اور ہر وقت ہر ایک واقعہ عالم شہادت کا شاہد وعالم ہونا خاصہ خدا ہے یا نہیں علم غیب جو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے

وہی ہے جو متعلق بذات اقدس ہے اور جو کچھ مخلوق ہے وہ عالم شہادت ہے عالم شہادت اسیواسطے نام رکھا کہ وہ خلقت سے مخفی نہین جو مخلوق فطرت اصلی پر ہے اوراللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتی ہے اوسیطرح ہر شئے عالم شہادت کی مخفی اور پوشیدہ نہین ہر ذرہ عالم کا تسبیح کرتا ہے سبکو دیکھتا ہے سبکی باتین سنتا ہے لیکن اسکی بات سمجھ مین نہین آتی اللہ تعالی نے فرمایا ہے وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم یعنے ہر چیز تسبیح کرتی ہے لیکن تم تسبیح اونکی نہین سمجھتے انسان کامل کو اللہ تعالی نے اپنا خلیفہ بنایا خلیفہ کا حکم تبھی جاری ہوتا ہے جب مخلوق کی بات چیت حرکات نیک و بد سے واقف ہو ہر چیز کو خطاب کرکے حکم فرمائے وہ چیز خلیفہ کی بات سمجھتی ہو دیکھو اللہ تعالی نے فرمایا ہے یومئذ تحدث اخبارہا جس دن زمین اپنی سب باتون کی خبر دے گی زمین دیکھتی سنتی ہے مگر بلا اذن خدا کے بولتی نہین قیامت مین جب اذن ہوگا سب کچھ کہدے گی ایسا ہی آفتاب بعد غروب کے سجدہ پیش عرش رب العالمین کرتا ہے اور اللہ تعالی پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیسے تھے تو عرض کرتا ہے کہ جب مین گیا تو ذکر کرتے تھے اور جب مین آیا تو ذکر کرتے تھے اب آفتاب کے بلند کو خیال کرکے گوشہ نشینون کے اذکار خفیہ سے اوسکا علم غیب نہین ہے اور ایسا ہی درخت و آسمان بہشت و دوزخ ہر ایک نیک و بد کو جانتے ہین اور قیامت مین سب گواہی دینگے دوزخ کافرونکو اپنی طرف کھینچے گا بہشت نیکونکو اپنی طرف مقناطیس کیطرح جذب کرلیگا۔ اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے مومن کامل پلصراط سے مثل برق خاطف کے ایک چمک مین گذر جاوینگے بعض تیز اندہی کی طرح جاوینگے بعضے گھوڑے کیطرح جاوینگے حدیث شریف مین

ہے کہ مومن کہتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ اسی وقت دوزخ
کہتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ نُوْرِ الْمُؤْمِنِ غرض عالم شہادت میں دو
سے دور بہشت و دوزخ ہے کیونکہ بہشت بر آسمان ہشتم ہے جسکا
آسمان عرش ہے اور دوزخ زیر ہفت زمین ہے جب مومن کی آواز
مونہہ سے نکلتی ہے تو دوزخ سنتا ہے اور بہشت والے بھی اسی
طرح سنتے ہیں حدیث شریف میں ہے جب عورت اپنے شوہر
صالح کو رات کیوقت تخلیہ میں خفا ہو کر کچھ کہتی ہے تو حوران بہشتی
اوسکی آواز سنکر کہتی ہیں اے کمبخت تو اس نیک مرد کا دل رنجیدہ
کر یہ چند روز تیرے پاس مہمان ہے ہمارے پاس آنیوالا ہے یہ کہنا۔
اور سننا حوروں کا اور دیکھنا ہر وقت اور ہر شخص عورت کے ساتھ ہوتا
ہے جو حوریں نامزد جس مومن کی ہوتی ہیں اوس کی عورت سے
یہی خطاب کرتی ہیں اور فرشتے آسمانوں کے جب امام وَلَا الضَّآلِّيْن
پڑھتا ہے آمین کہتے ہیں خصوصیت کسی آسمان کی نہیں حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب چاند کو اشارہ انگلی سے کیا تو وہ دو ٹکڑے
ہو گیا ایک ٹکڑا اکھڑا رہا دوسرا مشرق کو چلا گیا جب وہ ٹکڑا اپنی جگہ واپس
آگیا تو دوسرا ٹکڑا مغرب کو چلا گیا چاند دیکھتا سنتا تھا حکم مان کر انگلی
کا اشارہ سمجھکر شق ہو گیا اسیطرح جس درخت کو حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم نے بلایا وہ بولا جس پتھر کو بلایا وہ بھی کلمہ شہادت پڑھتا رہا
اور جب حضرت شتر پر سوار ہو کر سفر میں رات کو چلتے تو درخت
سامنے والے ہٹ جاتے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت روان
ہو دربار لگائے ہوئے چند ماہ کے سفر سے جنگل و دشت دور دراز
سے آواز چیونٹی کا سننا اور ہنسنا پھر چیونٹی کو خطاب کرنا اوس کا
جواب دینا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ پاکوں کو دور و نزدیک سے دیکھنا

سنہ یکساں ہے شیخ محی الدین عربی قدس سرہ فرماتے ہیں اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور سے زمین و آسمان وغیرہ کو روشن کرکے قائم کر رہا ہے وہ نور سب ذرات کے اندر ظاہر ہے جب عارف کا دل منور بنور الٰہی ہو جاتا ہے تو ہر چیز دور و نزدیک بذریعہ اس نور کے یکساں نظر آتی ہے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ثُمَّ خَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ نُوْرِیْ یعنے اللہ تعالےٰ نے اول میرا نور پیدا کیا پھر خلقت کو میرے نور سے پیدا کیا جیسے سب مخلوق پر از نور الٰہی جو نور نبوی ہے معمور ہو رہی ہے۔ اس نور کے سبب سب حضور نبوی میں حاضر ہیں غائب کوئی نہیں اسکی مثال علما نے لکھی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند کہ ہر جگہ میں یکساں نور افشاں و حاضر ہے یہ ذکر عالم شہادت کا ہے اور عالم غیب جسکا علم خاصہ الٰہی ہے وہ بتعلیم اللہ تعالےٰ کے حضرت اور وارثان حضرت کو حاصل ہے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنے غیب خاص اپنا سوائے اپنے رسول پسندیدہ کے کسی کو نہیں دکھاتا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے فرق کیا ہے کہ خدا رسول کو اصل غیب کہا دیتا ہے اور ولی کو عکس غیب یعنے ولی کے دل پر غیب کا نقش ہو جاتا ہے جیسا شیشہ میں باغ و مکان کا نقش آجاتے تو شیشہ کے دیکھنے سے باغ دکھائی دیتا ہے اور رسول خدا باغ دیکھتا ہے۔ غرض رسول و ولی پر کشف غیب خاصہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ذاتی ہے اور رسول و ولی کو کشفی۔ رسول و ولی میں بھی کشف بالذات اور بالواسطہ کا فرق ہے اس علم غیب سے جو خاصہ خدا ہے بحث کرنی کہ رسول و ولی کو ہے یا نہیں

بالکل ایمان سے دور ہے کیونکہ علم غیب کے ذریعہ سے رسول بنا اور رسول کے ذریعہ سے ولی بنے اب یہ بات کہ رسول و ولی کو کس قدر علم غیب ہے یہ باب بیجا ہے کیونکہ جو علم قرآن شریف میں ہے جسکے ساتھ ایمان لانا فرض ہے وہ جملہ اسمار و صفات و احکام باریتعالی کے ہیں اور جملہ احوال قیامت کے میدان حشر کے اور بہشت دوزخ کے ابدالآباد تک یہ سب علوم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بتمام وکمال روشن ہیں آپ کا ارشاد ہے اُوْتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ یعنے مجھکو اللہ تعالی نے علم اولین و آخرین کا دیا ہے کوئی علم ہوتا ہو نجوم احکام شریعت کے ہوں یا احوال ملائکہ کے ہوں سب کچھ حضرت کو حاصل ہے اور حضرت کے وارثان پر بسبب تابعداری و تقوے کے روشن ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ الآیۃ یعنے جو شخص ایمان لاوے اور تقوے کرے اسکو روح دیتے ہیں ہم اور نور جس کے سبب لوگوں کے اندرونی حالات کے سیر کرتا ہے ایسا ہی حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے کہ اگر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تمکو سارے حالات اندرونی کی خبر دیتا اور تم میرے سامنے ایسے ہو جیسے شیشے کے اندر کی چیز نظر آتی ہے مگر اظہار اسرار باطنی کا حکم شرعی نہیں بعد اس تمہید کے تعریف نبی و رسول اولوالعزم اور خاتم النبیین اور ولی و خاتم الاولیا کی جدا جدا کرنی واجب ہے کہ ہر مومن اپنے ایمان سے واقف ہو اور ناواقفی سے چاہ ضلالت میں نہ پڑے ۔ زرقانی شرح مواہب اللدنی صفحہ ۲ قال الغزالی النبوۃ عبارۃ عما یختص به النبی و یفارق به غیرہ ھو یختص بانواع من الخواص احدھا انه یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ و صفاته

ومشاهدۃ الدار الآخرۃ علما تخالف العلم غیرہ بکثرۃ المعلومات و زیادۃ الکشف والتحقیق ثانیھا ان لہ فی نفسہ صفۃ بہا تتم بہا الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بہا الحرکات المقرونۃ بارادتنا وھی القدرۃ ثالثہا ان لہ صفۃ بہا یبصر الملئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بہا یفارق الاعمی رابعھا ان لہ صفۃ بہا یدرک ماسیکون فی الغیب فھذہ کمالات وصفات ینقسم کل منہا الی اقسام انتہی امام غزالیؒ نے فرمایا نبوۃ مراد ہے اوس وصف سے جو مختص ہے ساتھ نبی کے اور ممتاز ہوتا ہے ساتھ اسکے غیروں سے اور نبی مختص ہے ساتھ چار خواص کے ایک یہ ہے کہ اوسکے ساتھ جانتا ہے حقائق امور متعلقہ ساتھ اللہ کے اور اوسکی صفات کو اور ملائکہ اور دار آخرت کو ایسا علم کہ جس کے سبب دوسرون سے ممتاز ہو جاتا ہے ساتھ کثرت معلومات کے اور زیادتی کشف کے اور ساتھ تحقیق کے دوسرا خاصہ یہ ہے کہ اوس مین ایک ایسا وصف ہے جس سے معجزات پورے کرتا ہے جیسا کہ ایک ہماری صفت ہے جسکے ساتھ پوری حرکات ارادیہ ہوتی ہین اس صفت کا نام قدرت ہے تیسرا خاصہ یہ ہے کہ اس مین نور ہے جسکے ساتھ فرشتون کو مشاہدہ دیکھتا ہے جیسا کہ بینا آدمی کیواسطے ایک نور ہے جسکے سبب نابینا سے ممتاز ہوتا ہے۔ (یعنی نبی بینا ہے اور خلقت نابینا) چوتھا خاصہ یہ ہے کہ اسکو نور ہے جسکے ساتھ عالم غیب مین چیزون کو دیکھتا ہے جو آئندہ ظاہر ہونیوالی ہین یہ سب خواص کمالات ہین ان صفات سے بہت اقسام پیدا ہوتے ہین اور رسول وہ ہے جسکو حکم اظہار اور تبلیغ احکام شرع کا حضور باریتعالی سے ہوا اور اولوالعزم رسول وہ ہین جنکو حکم جہاد و

فضائل کا ساتھ مخصوص الفیض کے ہو اور خاتم النبیین وہ ہین کہ کل کمالات
انبیاء کے اور کل احکام شرائع کے اون پر ختم کمالات ذاتی و شریعت
منزلہ بر خود کے جامع ہو کوئی حکم شریعت کا قیامت تک ہونیوالہ
باقی نہ رہجاوے انکی شریعت کاملہ کا کوئی حکم منسوخ نہین ہو سکتا اور
نہ انکی شریعت کاملہ کا کوئی حکم باقی رہتا ہے اور ولی کامل وارث
۱۲۴۰۰۰ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم انبیا کا اور چوبیس ہزار اپنی شریعت
کا جملہ ۱۴۸۰۰۰ ہزار ہے کہ جامع جمیع منازل ولایت کا ہو۔ ظاہر
مین سو منازل ہین اتنے ہی درجات بہشت کے ہین اور منازل باطن
کے ایک لاکھ اڑتالیس ہزار ہین مجمل ان منازل کا علم چار قسم ہے
ایک علم لدنی دوم علم نور۔ سوم علم جمع و تفرقہ چہارم علم طبعیات
عناصر اربعہ و مولدات ثلثہ علم لدنی وہ علم ہے کہ متعلق بامور ذاتیہ
اللہ تعالے کے ہو اور علم نور وہ ہے کہ متعلق بانوار جمیع ملائکہ ہو۔ اور
جمع و تفرقہ وہ ہے کہ متعلق بجملہ احکام ایجاد عالم امکان کے ہو لوح
محفوظ اس علم کا ایک شعبہ ہے اور علم طبعیات وہ ہے کہ متعلق
بکائنات عالم دنیا کے ہو یہ علم ارذل العمر ہے۔ کیونکہ متغیر و تغیر معلومات
ہوتا رہتا ہے یہ علوم خاصہ اس امت مرحومہ کا ہے ان سے پہلے کسیکو
یہ علم نہین ہوا یہ ولی کامل جد عالم شہادت پر قائم ہے کل عالم کو
زیر نظر رکھتا ہے عالم شہادت عالم وجود کا نام ہے اور عالم غیب
عالم معدوم کا نام ہے جیسا کشاف مین تفسیر عالم الغیب والشہادۃ
لکھا ہے۔ اور علم غیب دو قسم ہے ایک غیب برزخی جو درمیان
غیب مطلق و عالم شہادت کے ہے جو چیز عالم شہادت سے غائب
ہوجاتی ہے اوسکی صورت عالم برزخ مین رہتی ہے علم غیب مطلق
وہ ہے کہ جو عالم برزخ سے بالا ہے وہ خاصہ الٰہی ہے اس غیب مطلق

کو رسول مرتضیٰ پر ظاہر کرتا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من
المرتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا
یعنے غیب خاص اپنا کسی پر ظاہر نہین کرتا مگر اوس رسول پر جسکو
پسند کر لیا ہو اسطرح ظاہر کرتا ہے کہ ارد گرد اسکے فرشتے حفاظت
کیواسطے بھیجتا ہے یعنے درمیان اللہ تعالےٰ کے اور رسول مرتضیٰ کے
کوئی واسطہ نہین فرشتے ارد گرد اس نور کے ہوتے ہین جسطرح فوج
حلقہ باندھے ہوئے گرد بادشاہ کے ہوتی ہے۔ یہ ملائکہ اس نور نازل
کے محافظ ہوتے ہین کہ شیطان کا خیال اندر نہ آوے اسواسطے کہ
اس نور نازل مین سعادت عظمیٰ مخلوق کی ہے علوم حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی حد نہین جب کے منتہیٰ ہو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے وقل رب
زدنی علما کہہ اے حبیب میرے اے میرے رب مجھکو علم زیادہ دے
وہ حضرت کا علم حقائق اور معرفت کا ہر وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے
کسی حد پر ٹھیرتا نہین علم شریعت کا ختم ہو گیا اوسکی زیادتی غیر ممکن ہے
مگر علم حقیقت کا او معرفت الٰہیہ کا ہر وقت ترقی پر ہے جو شخص
حضرت کے علم کی حد اور نہایت کا قائل ہو وہ مخالف حکم قرآن
کا ہے فتوحات مکی جلد دوم باب سوم جواب۔ سوال اول
نوادر الاصول حکیم محمد علی ترمذی۔ باب الحادی والعشرون و
ثلثمائۃ جلد ثالث۔ العالم عالمان محسوس و غیر محسوس
اول عالم شہادت دوسرا عالم غیب بعض اوقات غائب بعض
اوقات محسوس ہوتا ہے وہی عالم شہادت ہے پس علم غیب وہ
ہے جو مطلقاً محسوس نہو عقلاً یا اخبار معلوم ہو مدرک عالم شہادت
حس ہے۔ یہ مخصوص بغیر اللہ ہے کیونکہ صاحب حس عالم یا لحواس
سے پاک ہے۔ مدرک عالم غیب کا علم ہے بالذات اہل طریقت پر

لازم ہے کہ علاقہ ذاتی ساتھ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے
اور یہ ملک لایزال ہے اور یہ غیب عالم برزخ پہ قائم ہوتا ہے۔
برزخ عالم موہوم ہے دوم مابین غیب اور شہادت کے ہے
جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آنیوالی ہے یہ عبد قائم
اوس کا عالم ہے (جیسا کہ نبی کے خواص میں بیان ہوا) اور جو چیز عالم
غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم
برزخ میں جاتی ہے اوسکا رجوع نہیں جیسے اعراض کہ متجدد بالامثال
ہوتی ایسا جہان سے یہ چیز آئی تھی وہ غیب اسکانی تھا ظاہر ہو کر غیب
مجالی میں داخل ہو گئی (یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے) علما سے ظاہر و باطن
اسپر متفق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو
لگتا ہے سرعت فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا
بتی روشن کر کے پھر دیں تو ایک آگ کا دائرہ معلوم ہوتا ہے۔ در اصل یک
بتی ہے کہ [illegible] آتی جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض
وعند العلما ظاہر و بجواہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متجدد ہے یا
باقی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔

جبکہ عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالے اوسکو اپنے قبضہ
میں کر لیتا ہے مابین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور
یہ مقام صدیق اکبر کا ہے یعنی اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونو
غیبوں یعنی غیب مجالی و اسکانی پر مطلع ہوتا ہے۔ علم حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا محیط سب مخلوقات کو جب حضرت صلعم معراج
شریف میں حضور میں پہنچے۔ اللہ تعالے نے فرمایا اتدری یا محمد فیما
یختصم الملاء الاعلیٰ ای محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب
کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا نہیں جانتا

جاننا پس اللہ تعالے نے ہاتھ قدرت کا حضرت کے دو دوشانون مین
رکھا۔ اوسکی سردی اور نور دل مین حضرت کے آگیا۔ زمین و آسمانون
کی چیزین روشن ہوگئین پس اللہ تعالے نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔
فرشتے مقرب مین کس بات مین جھگڑ رہے ہین عرض کیا کفارات و درجات و
منجیات و مہلکات مین ایک دوسرے سے پوچھتے ہین کہ گناہون کا کفارہ
کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب
سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دوزخ کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے
جواب کسی کو نہین آتا ہے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم سب کے جواب دیدو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتون نے سن لیے۔
یہ کشف ظاہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے ہر وقت ترقی علم و درجات
ہے۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ۔ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے
سے تمہارے واسطے اچھی ہے شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر مین لکھتے
ہین حتی کہ کوئی صفت بشریت کی آپ مین نرہیگی سب صفات
باری تعالی سے ہو جاینگے جب صفات باری تعالے کے ساتھ موصوف
ہوسکے تو دیکھنا سننا حضرت کا بعینہ دیکھنا سننا خدا کے تعالے کا ہے
اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب در تفسیر وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا
کے لکھتے ہین کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت
اعتقادات دیکھتے ہین۔ اور حدیث تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي یعنی
مجھ کل پر میرے سامنے پیش کئے جاتے ہین عمار یا سر راوی ہے کہ روز
مرہ و ہفتہ ... حضرت کے اعمال امت پیش ہوتے ہین۔ اور ہر ایک
... کو حضرت پہچانتے اور دیکھتے ہین حاصل اصول اس مسئلہ کا یہ
ہے کہ حضرت موصوف بصفات اللہ ہین جس طرح اللہ سے کوئی

لازم ہے کہ علاقہ ذاتی ساتھ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے
اور یہ ملک لازوال ہے اور یہ عبد عالم برزخ پر قائم ہوتا ہے۔
برزخ عالم موہوم ہے درمیان غیب اور شہادت کے ہے
جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آنیوالی ہے یہ عبد قائم
اوس کا عالم ہے (جیسا کہ نبی کے خواص میں بیان ہوا) اور جو چیز عالم
غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم
برزخ میں جاتی ہے اوسکا رجوع نہیں جیسے اعراض کہ متجدد بالامثال
ہوتی ہیں جہان سے یہ چیز آئی تھی وہ غیب امکانی تھا ظاہر ہو کر غیب
محالی میں داخل ہو گئی (یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے) علمائے ظاہر و باطن
اسپر متفق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو
لگتا ہے سرعت فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا
بتی روشن کر کے پھرا دیں تو ایک آگ کا دائرہ معلوم ہوتا ہے ورحقیقت ایک
بتی ہے کہ [illegible] پھری جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض
عند العلما ظاہر و بالجواہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متجدد ہے یا
باقی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔

جبکہ عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اوسکو اپنے قبضے
میں کر لیتا ہے مابین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور
یہ مقام صدیق اکبر کا ہے یعنے اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونو
غیبوں یعنی غیب محالی و امکانی پر مطلع ہوتا ہے۔ علم حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا محیط سب مخلوقات کو جب حضرت صلعم معراج
شریف میں حضور میں پہنچے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اتدری یا محمد فیما
یختصم الملاء الاعلیٰ ای محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب
کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا نہیں

جاننا ہین اللہ تعالےٰ نے ہاتھ قدرت کا حضرت کے دو نو شانو ن ہین رکھا۔ اوسکی سردی اور نور دل ہین حضرت کے آگیا۔ زمین و آسمانون کی چیزین روشن ہوگئین پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔ فرشتے مقرب کس مین جھگڑتے ہین عرض کیا کفارات و درجات و منجیات و مہلکات مین ایک دوسرے سے پوچھتے ہین کہ گناہون کا کفارہ کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دوزخ کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے جواب کسی کو نہین آتا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم سب کے جواب پیدو حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتون نے سن لیے۔ یہ کشف ظاہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے ہر وقت ترقی علم درجات ہے۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ۔ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے سے تمہارے واسطے اچھی ہے شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر مین لکھتے ہین۔ حتی کہ کوئی صفت بشریت کی آپ مین نہ رہیگی سب صفات باری تعالیٰ کے ہو جائینگی جب صفات باری تعالےٰ کے ساتھ موصوف ہوئے تو دیکھنا سننا حضرت کا بعینہٖ دیکھنا سننا خدائے تعالےٰ کا ہے اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب در تفسیر وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے لکھتے ہین کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت

اعتقادات دیکھتے ہین۔ اور حدیث تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي یعنی امت کے عمل میرے سامنے پیش کئے جاتے ہین عمار یاسر راوی ہے کہ روز مرہ دو دفعہ پیش حضرت کے اعمال امت پیش ہوتے ہین۔ اور ہر ایک امتی کو حضرت پہچانتے اور دیکھتے ہین۔ واصل اصول اس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت موصوف بصفات اللہ ہین جسطرح اللہ سے کوئی

پر مخفی نہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی نہین - وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ
سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ کی تفسیر مین شیخ محی الدین عربی قدس سرہ لکھتے ہین -
یہ ساتُ صفات باری تعالی کے حضرت کو دو دفع عنایت ہوئے
ایک دفع مقام قلب مین دوسری دفع مقام روح مین - وَالْقُرْاٰنَ
الْعَظِیْمَ کی تفسیر فرمائی ہے کہ نور الٰہی مقرون جمیع اسما و صفات
سے یہ ظہور حضرت کو دیا گیا - اور مجلد آمد صحابہ کرام غزوات شام وغیرہ
مین یہ ہے سنت صحابہ کی امت پر واجب العمل ہے - کہ سب صحابہ
بروقت حملہ بر اعدا یَا مُحَمَّدُ اَمِتْ اَمِتْ یَا مَنْصُوْرُ اَنْزِلِ النَّصْرَ
یعنی اے محمد کفار کو مارو اے حضرت منصور نصرت اُتارو -
دیکھو اس ندا مین تین باتین ثابت ہین - حضرت کا حاضر ہونا بعد
وفات شریف کے ندا کا سننا اور امداد کرنی جو شخص اس بات کا منکر ہو
وہ قرآن شریف کا منکر ہے کیونکہ اللہ تعالی نے شان صحابہ مہاجرین و انصار
کی تعریف فرمائی - كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ یعنے تم سب مخلوقات سے اچھے ہو
نیکی کا امر کرتے ہو بدی سے ہٹاتے ہو خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی
جو جماعت صحابہ کا منکر ہو اور انکے فعل کو ناجائز سمجھے وہ کافر مطلق ہے -
اہل اسلام پر اتباع صحابہ کرام کا فرض العین اعتقادی و ایمانی ہے -
جس کا اعتقاد مطابق اعتقاد صحابہ کے نہین وہ شقی ناری ہے - اور
معاملات اطلاع دینے حضرت کی صحابہ کرام کو در معاملہ ماریہ قبطیہ
صاحبہ قلعہ دار الدین کہ جسکے ساتھ اوسکا نکاح ہوا تھا وہ اسکا بیٹا تھا
مسمی عمرو جب امیر عیاض ابن غانم کے پاس آئی اور ظاہر کیا
کہ مین مسلمان ہوتی ہون - اس کا منشا تھا کہ اس فریب سے ایک
سو اصحاب کبار قلعہ مین لے جاؤن اور وہان انکو محبوس کر کے
پھر مطالبہ کرون کہ عمرو محبوس عند العدو پر ان صحابہ محبوسین کے

عوض دیدو۔ تب چھوڑونگی۔ امیر عیاض ابن غانم نے جواب دیا کہ یہ تیرا فریب ہے۔ تیرا منشا دلی یہ ہے جو ظہور میں ہوا۔ اور دراصل عمود تیرا بیٹا ہے۔ خدا نے باوری کا تلطف ہے جب متولد ہوا تو تمنے جنگل میں کپڑوں میں لپیٹ کر پتھر چوراہے اوسکے پاس رکھکر پتھر کے ستون پر رکھ دیا بعدہ وزیر پادشاہ شہر پار کا تیرے باپ کے پاس جاتا تھا۔ لڑکے کی آواز سنکر سوار کو بھیجا دیکھو کیا ہی سوار نے کہا آدمی کا نو پیدا بچہ ایک پوست میں پڑا ہے وزیر نے اٹھوا کر بحفاظت تمام شہر پار کے پاس بھیجا۔ پادشاہ لاولد تھا۔ اوس نے بیٹا بنایا۔ جب جوان ہوا۔ تو امرا نے یہ تجویز کی کہ ماریہ کے ساتھ اسکا نکاح ہو۔ ماریہ کسی زوج کو پسند نہیں کرتی تھی اور اس لڑکے کا نام عمود رکھا تھا۔ کہ پتھر کے عمود سے اٹھایا گیا غرضیکہ ماریہ کو عمود کی حسن جوانی اور لیاقت کی خبر ہوئی تو نکاح پر راضی ہوئی۔ نکاح میں مہر یہ ٹھہرا کہ اسنے لاکھ اشرفی اور تین صحابہ کرام قربانگاہ میں ذبح کرے عمود صحابہ کو گرفتار کیواسطے ساٹھ ہزار لشکر لیکر مسلمانوں کی فوج کی طرف چلا۔ سوسواروں نے امیر عیاض کو خبر دی۔ کہ عمود اس ارادہ سے فوج لایا اور اس جگہ اترا ہے امیر عیاض نے امیر خالد بن ولید کو دو ہزار سوار دیکر بھیجا۔ امیر خالد بن ولید نے دو ہزار فوج کے چار گروہ کئے پانچسو یمین کی طرف اور پانچسو یسار کی طرف اور پانچسو پیچھے اور آپ پانچسو سوار لیکر دشمن کی فوج کے پاس گئے اور گھوڑے دوڑا دئے۔ دشمن کی فوج بیدار ہوکر مقابل ہوگئی امیر خالد نے ایک جرنیل کافر کو قتل کیا اور عمود کو گرفتار کر لیا۔ باقی فوج بھاگ گئی۔ یہ قصہ سنکر ماریہ نے اپنے شوہر کے چھوڑنے کیلئے حیلہ بنایا کہ میں امیر عیاض کے پاس جاکر اسلام لاؤں اور

کہون کہ سو سوار دو قلعہ مین لیجا کر آپکے قلعے کو فتح کرادون - امیر
عیاض نے جواب دیا کہ تیرے دل مین فریب ہے تو سوچی ہے کہ اگر
فریب سے اپنے شوہر کو چھڑا لون در اصل وہ تیرا بیٹا ہے - اوس نے
کہا دکھاؤ دکھایا تو جو نشان لڑکے بدن پر دیکھے تھے بعینہ پائے - ایکا کان
لمبا دوسرا نشان خال سیاہ - وہ پہچان گئی گلے لگکر روئے اور مسلمان
ہوگئے ماریہ نے امیر عیاض سے پوچھا یہ خبر تمکو کس نے دی ہے کہ میرا بیٹا
ہے - کسی فرد بشر کو اس کی خبر نہین تھی - امیر عیاض نے فرمایا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم یہ سب قصہ ہمکو تیرے آنے سے پہلے فرما گئے ہین
کہ یہ عمود و فلانے پادری کا نطفہ ہے - ماریہ نے اوس سے حرام کا
نطفہ لیا اور اس ارادہ پر آئی ہے - کہ حیلے سے صحابہ کو آپ سے قلعے
مین لیجاوے - اور قید کرکے بجائے خاوند عمود چھوڑ دے یا نہ چھوڑے مگر
عمود کو قید سے چھڑا لے یہ بات سنکر ماریہ اور عمود مسلمان ہوگئے
پس یہ اندرونی خبر دینی حضرت کی عالم شہادت سے مخفی ہے جسکو
غیب کہتے ہین ایسا ہی انطاکیہ کے محاصرہ مین جب صحابہ کرام گئے
تو فلیطانوس شاہ رومۃ الکبری مسلمان ہونے کو صحابہ کرام کی فوج
مین شام کیوقت آتا تہا - حضرت یوقنا سے باہم باتین کرتے تھے -
یوقنا نے کہا تم کہان جاتے ہو بولے کہ حفاظت کیواسطے گشت کرتا
ہون - یوقنا کو اس نے کہا سنا ہے کہ تم مسلمان ہوگئے تھے پھر بادشاہ
روم کے پاس کیسے آئے - یوقنا بولے ہان اسلام لایا تہا - مگر اخلاق
مسلمانون کے پسند نہ آئے - اسیواسطے بادشاہ روم کے پاس آگیا
ہون اور در اصل یوقنا فریب کرنے کو آئے تھے - دل مین مسلمان
تھے - فلیطانوس نے کہا مسلمان اچھے ہین اسلام اچھا ہے سب
دینون سے دین اچھا ہے سب بادشاہون سے مسلمان لوگ ہین

یوقنا سے کہا تمہاری کلام سے ایمان معلوم ہوتا ہے فلیطانوس نے کہا
ہان مین اب مسلمانون کی فوج مین جاتا ہون انکے امیر کے پاس اسلام
ظاہر کرون - ابھی یہ دونون اپس مین باتین کر رہے تھے کہ حضرت
ابو عبیدہ جراح امیر لشکر کا سوار آیا کہ امیر کا حکم ہے کہ فلیطانوس اسوقت
نہ آوے - کل کو جنگ مین کفار کو پیچھے سے مارتا ہوا یوقنا کے ساتھ
فتح کرکے آوے - اس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے ایمان
کی اور آنے کی اور باہم اوسکے اور یوقنا کے کلام کرنیکی موقع خاص
کی خبر دی - یہ عالم شہادت ہے اس شہادت کو تاریکی شب کی
نہین روکتی حضرت اور حضرت کے خواص امت کا خاصہ ہے کہ
رات دن برابر ہے اور نزدیک دور برابر ہے - زمین کے نیچے تحت
الثرے سے قاب قوسین تک برابر مشاہدہ فرماتے ہین - جیسا
خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ جب خواجہ
عثمان ہرونی کی خدمت مین بیعت کی - تو آپنے فرمایا تین روزے رکھو
اور ہزار دفعہ سورہ اخلاص پڑھو اور سورہ بقرہ پڑھو - جب پڑھ چکے فرمایا
میری دو انگشتون کے درمیان دیکھ آسمان کی طرف انگشتان بالا
کرکے فرمایا اوپر دیکھ - دیکھا تو قاب قوسین تک نگاہ گئی - دونون
انگشت نیچے کرکے فرمایا - اب دیکھ - دیکھا تو تحت الثرے تک نظر
گئی پوچھا - کہان تک دیکھا عرض کیا - کہ تحت الثرے سے قاب
قوسین تک فرمایا - اب کام تمہارا شروع ہو گیا - بعدہ ۲۰ سال صحرا
مین خواجہ کے ساتھ رہے - تکمیل ہوئی ولایت کبری ملی پس جو کچھ
دل مین آتا ظہور پاتا - ایکدن خواجہ اجمیری نے حضرت حمید الدین
ناگوری کو فرمایا حمید کیا سبب چون بچہ نیاوردہ بودیم - ہرچہ میخواستے
می شد - چون بچہ ہا برآوردیم - حاجت کفن باشد - خواجہ حمید الدین

ذکر فرض کیا کہ مریم علیہا السلام پیش از ولادت عیسیٰ علیہ السلام بمحراب
سبب میوہ جات بلا طلب حاضر پاتیں جب ولادت عیسیٰ علیہ السلام
کی ہوئی تو کھجور خشک کو ہاتھ سے ہلانے کی حاجت پڑی کہ ہلاوے تو
کھجوریں گریں۔ سلسلۂ اسباب اور تجرید میں اتنا فرق ہے۔ تجرید میں
خیال کافی ہے۔ سلسلۂ اسباب میں ترتیب اسباب کی حاجت ہے
خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خوب گفتی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں۔ کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور شمسی کا ہر وقت میں ہوتا تھا ایسا کہ
مجھکو کبھی رات نظر نہیں آئی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت
غوث پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں میں نے
اپنا قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت مستثنیٰ ہے۔ حضرت کے مشاہدات
غوث پاک کے مشاہدات میں وراثۃً غوث پاک نے فرمایا یا معشر
الانبیاء اوتیتم اللقب واوتینا ما لم تؤتوہ یعنی اے جماعت
انبیاء کی تمکو لقب دیا گیا ہے ہمکو وہ چیز دی گئی ہے کہ تمکو نہیں دی گئی
یعنے علوم ظاہر و باطنی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوتے
انکے ہم وارث ہیں جیسا خادم وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور
وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب اسرار وزیر اور بادشاہ
کے سنتا ہے دوسرے نواب و امرا اپنے اپنے مناصب پر کھڑے
ہیں وہ کچھ نہیں سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اوس حکم کو اپنی اپنی
ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم
کا نام کوئی نہیں مگر جو اسرار و رموز بادشاہ اور وزیر کے ہیں وہ اس کے
دل میں ہیں اوسکا حافظ ہے اسکا نام ولایت ہے اور ان تحریری فرمانوں
کا نام نبوت اور رسالت ہے انکو جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پوشیدہ
رکھنے کا حکم ہے اسیواسطے نبی اور رسول پر اظہار معجزہ واجب ہے

اور ولی کو اخفاء کرامت فرض ہے جو ولی کرامت کو ظاہر کرتا ہے وہ
باذن اللہ کرتا ہے نبی اور رسول کو اذن ہو چکا اسی واسطے حکم ہے کہ شفاعت کرینگے لیکن
کوئی بلا اذن رب کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور فرشتوں کو ہو چکا انبیاء دنیا میں اور عالم برزخ
میں شفاعت کرتے ہیں جسکا نام استغفار ہے اللہ نے فرمایا واستغفر لہم یعنی
استغفار کیجیو اسلئے پردہ پوشی کی دعا مانگو جو امر الٰہی ہو اسکا بجالانا فرض ہے
جو فرض ادا کیا جاوے اسکی قبولیت میں شک کرنا کفر ہے کیونکہ جب اللہ تعالے
نے اول منظور کر لیا تب حکم بجا آوری کا فرمایا جو شخص احکام الٰہی بجا لاوے
تو اُسکی منظوری میں شک کرے اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا ادعونی استجب
لکم تم مجھ سے مانگو میں دونگا دعا کرو میں قبول کرونگا معجزہ کرامات اولیاء
کے اذن سے ہوا اور دعا کا نتیجہ ہیں جیسے مردے کو زندہ کرنا یا مٹی کو سونا کرنا
یا مٹی کو چاندی کرنا اور شفا دینا سب کام خدا تعالے کے ہیں ولی کی دعا ہی دعا ہے
اللہ تعالے نے فرمایا حکایت ابراہیم خلیل علیہ السلام واللہ خلقکم وما
تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا نیت اور ارادہ
بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت غوث اعظم نے دعا کی اللہ تعالے سے کشتی
غرق شدہ کو مع اہل کشتی زندہ دریا سے نکال دی اسمیں اعتراض شرعی نہیں
کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالے کا ہے اسمیں انکار کرنا
موجب انکار قدرت الٰہی کا ہے ایسا ہی دور سے دیکھنا اور سننا دعا
کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال
اللہ تعالے ہے فقط بندے کی کرامت اتنی ہے جو ارادہ کرے اوس کے
مطابق اللہ تعالے وہ چیز پیدا کر دیتا ہے منکروں کا انکار اسواسطے ہے کہ لوگ سمجھتے
ہیں کہ خدا تعالے کو خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال
سمجھکر مشرک بنتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن شریف صحابہ کو
سمجھاتے تو سب سمجھ لیتے کہ بندہ کا سب فعال ہے اور خدا تعالے خالق ہے

* [illegible] حبیب الدین [illegible]

[illegible]

ذِعر ض کیا کہ مریم علیہا السلام پیش از ولادت عیسیٰ علیہ السلام بجز اسباب سبب میوہ جات بلا طلب حاضر پاتیں جب ولادت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوئی تو کھجور خشک کو ہاتھ سے ہلانے کی حاجت پڑی کہ ہلا دینے تو کھجوریں گریں۔ سلسلۂ اسباب اور تجرید میں اتنا فرق ہے۔ تجرید میں خیال کافی ہے سلسلۂ اسباب میں ترتیب اسباب کی حاجت ہے خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خوب گفتی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور شمسی کا ہر وقت میں ہونا سیکھا مجھکو کبھی رات نظر نہیں آئی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت غوث پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں میں نے اپنا قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت مستثنیٰ ہے۔ حضرت کے مشاہدات غوث پاک کے مشاہدات ہیں وراثۃً غوث پاک نے فرمایا یا معشر الانبیاء اوتیتم اللقب واوتینا ما لم تؤتوہ یعنی اے جماعت انبیاء کی تمکو لقب دیا گیا ہے ہمکو وہ چیز دی گئی ہے کہ تمکو نہیں دی گئی یعنے علوم ظاہر و باطنی کے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئے انکے ہم وارث ہیں جیسا خادم وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب اسرار وزیر اور بادشاہ کے سنتا ہے دوسرے نواب و امراء اپنے اپنے مناصب پر کھڑے ہیں وہ کچھ نہیں سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اوس حکم کو اپنی اپنی ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم کا نام کوئی نہیں مگر جو اسرار و رموز بادشاہ اور وزیر کے ہیں وہ اس کے دل میں ہیں اور انکا حافظ ہے اسکا نام ولایت ہے اور ان تحریری فرمانوں کا نام نبوت اور رسالت ہے انکو جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسواسطے نبی اور رسول پر اظہار معجزہ واجب ہے

اور وفات پر اختفا کرامت فرشتوں سے
باذن اللہ کرتا ہے نبی اور رسول کر اذن
کی بلا اذن رب کوئی نہیں کرسکتا اور
میں شفاعت کرینگے جسکا نام استغفا
امت کیواسطے پردہ پوشی کی دعا ما
جو قرض ادا کیا جاوے اسکی قبولیت
نے اول منظور کرلیا تب حکم ہوا اور
ہوا کہ منظوری میں مثال کوست اسی
الکنز ہم کیوں اسکو میں دیتا اور عیب وستہ
کے نزدیک سب جا واسطہ اور دعا کا
یا بڑی کو مٹا اور بنا دینا یہ سب کام
اللہ تعالے نے فرمایا خلاقیت اثرا
تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا
بندہ کا فعل کا نام خدا کا اور حضرت
غرق شدہ کو اسے ایک کشتی زندہ
کیونکہ دعا کلام بندہ کا ہے قبول ا
سو جب انکار قدرت الہی کا
کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے اور
اللہ تعالے ہے فقط بندہ کو
مطابق اللہ تعالے وہ چیز پیدا ک
میں کر خدا تعالے کو خالق الاف
سمجھ کر شرک ہے تمہ سے میں حضر
سمجھا ہے اللہ سے

جو ولی کرامت کو ظاہر کرتا ہے وہ
ا ہو چکا اسیواسطے حکم ہے کہ شہادت
فرشتہ کو ہو چکا اسیطرح ہیں اور عالم برزخ
ظاہر ہے اللہ نے فرمایا واستشہدوا
و جو امر الٰہی ہو اسکا بجا لانا فرض ہے
شک کرنا کفر ہے کیونکہ جب اللہ تعالے نے
ی کا فرمایا جو شخص کلام الٰہی پر
واسطے اللہ تعالے نے فرمایا ادعونی استجب
کرو میں قبول کرونگا جتنی کرامات اولیاء
ہیں اسیطرح ہر ولی کو نذر کرنا یا نبی کو سونپا کرنا
اللہ تعالے نے ہمیں ولی کی دعا عین دعا ہے
علیہ السلام واللہ خلقکم وما
و اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا نیت اور ارادہ
خوش اعتقاد نے دعا کی اللہ تعالے سے کشفی
کمال ولی میں اعتراض شرعی نہیں
کلام خدا تعالے کا ہے اسمیں انکار کرنا
ے ایسا ہی دور سے دیکھنا اور سننا
ی کو ولی کا کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال
کرامت اتنی ہے جو ارادہ وہ کرے اور یک
دیتا ہے منکروں کا انکار ادب ہے اگر سمجھ
ال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال
ت صلے اللہ علیہ وسلم جب قرآن شریف صحابہ
کا سبب فعال ہے اور خدا تعالے خالق ۳

اور وفات پر اشتہار کرامت فرض ہے جو ولی کرامت کو ظاہر کرتا ہے وہ
باذن اللہ کرتا ہے نبی اور رسول کا اذن ہو چکا اسی واسطے حکم ہے کہ شفاعت کسی کا
کی بلا اذن رب کوئی نہیں کر سکتا اور حضرت کو ہو چکا اپنے شفاعت اور عالم برزخ
میں شفاعت کرتے ہیں جیسا کہ نام استغفار ہے اللہ نے فرمایا واستغفر لذنبک
اسی واسطے پیر و پوشی کی دعا مانگو جو امر الٰہی ہو اسکا بجا لانا فرض ہے
جو فرض ادا کیا جاوے اسکی قبولیت میں شک کرنا کفر ہے کیونکہ جب اللہ تعالے نے
نے اول منظور کر لیا تب حکم بجا آوری کا فرمایا جو شخص احکام الٰہی پورے
کرنا کی منظوری میں شک کرتے اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا ادعونی استجب
لکم تم پکارو مجھ کو میں دونگا اور عیب دشمن کرو میں قبول کرونگا جتنے کرامات اولیا
کے ہیں سب دعا و التجا کا نتیجہ ہیں اسیطرح مردے کو زندہ کرنا یا بیمار کو سوکھا کرنا
یا بیکس کو جا و پناہ دینا یہ سب کام خدا تعالے کے ہیں ولی کی دعا ہی دعا ہے
اللہ تعالے نے فرمایا خلاق حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو واللہ خلقکم وما
تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے سبکا عمل کو پیدا کیا ہے اور ارادہ
بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت غوث اعظم نے دعا کی اللہ تعالے سے کشتی
غرق شدہ کو مع اہل کشتی زندہ ویسے ہی نکال دی اسمیں اعتراض شرعی نہیں
کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالے کا ہے اسمیں انکار کرنا
سو جب انکار قدرت الٰہی کا ہے ایسا ہی وہ درست دیکھنا اور اعتقاد
کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال
اللہ تعالے ہے فقط بندے کی کرامت اتنی ہے جو ارادہ کرے اور اسکے
مطابق اللہ تعالے وہ چیز پیدا کر دیتا ہے منکروں کا انکار اتنا ہے یہ لوگ سمجھے
ہیں کہ خدا تعالے کو خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال
سمجھ کر مشرک بتاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن شریف صحابہ
سمجھایا کرتے ہیں تو بتاتے کہ بندہ کا کسب افعال ہے اور خدا تعالے خالق ۳